IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN

Present:
Justice Qazi Faez Isa, CJ
Justice Amin-ud-Din Khan
Justice Naeem Akhtar Afghan

Criminal Misc. Application No. 1113 of 2024
[For correction in judgment dated 24.07.2024]
In
Criminal Review Petition No. 2 of 2024

Federation of Pakistan and Prosecutor-General, Punjab. … Applicants
Versus
Mubarak Ahmed Sani and another. … Respondents

For the Applicants: Mr. Mansoor Usman Awan, Attorney-General for Pakistan.
Malik Javed Iqbal, Additional Attorney-General for Pakistan.
Mr. Ahmed Raza Gillani, Additional Prosecutor-General, Punjab.

For the Respondents: Nemo.

On Court Notice:

Mufti Muhammad Taqi Usmani, in-person *(through video-link from Turkiye)*
Maulana Fazl-ur-Rehman, in-person
Mufti Sher Muhammad Khan, in-person
Maulana Tayyib Qureshi, in-person
Syed Jawad Ali Naqvi, in-person *(through video-link from Lahore)*
Sahibzada Abul Khair Muhammad Zubair, in-person
Dr. Farid Ahmed Paracha *(on behalf of Hafiz Naeem-ur-Rehman)*
Maulana Dr. Ata-ur-Rehman, in-person
Mufti Syed Habib-ul-Haq Shah *(on behalf of Mufti Munib-ur-Rehman)*
Hafiz Ahsaan Ahmed, ASC *(on behalf of Professor Sajid Mir)*
Mufti Abdur Rasheed, *(on behalf of Maulana Muhammad Ijaz Mustafa).*

Date of Hearing: 22.08.2024.

فیصلہ

1۔ وفاقِ پاکستان اور حکومتِ پنجاب کی جانب سے فوجداری متفرق درخواست نمبر 1113 بابت 2024ء دائر کی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ حکم نامہ مؤرخہ 24 جولائی 2024ء میں غلطیاں ہیں جن کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ یہ درخواست مجموعۂ ضابطۂ فوجداری 1898ء کی دفعہ 561-اے مع سپریم کورٹ رولز 1980ء کے آرڈر XXXIII کے رول 6 و مجموعۂ ضابطۂ دیوانی 1908ء کی دفعات 152 و 153 کے تحت دی گئی ہے۔ ہم ابتدا میں ہی یہ واضح کرتے ہیں کہ اس عدالت کے پاس "دوسری نظرِ ثانی" کا اختیار نہیں ہے، اس لیے یہ تصور نہ کیا جائے کہ اب جو فیصلہ جاری کیا جارہا ہے یہ دوسری نظرِ ثانی ہے۔ یہ وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ یہ فیصلہ تصحیح کے لیے دی گئی درخواست پر دیا جارہا ہے اور اب غلطیوں کی تصحیح کے بعد اسی کو عدالت کا فیصلہ تصور کیا جائے گا، اور اس کے بعد حکم نامہ مؤرخہ 6 فروری 2024ء اور نظرِ ثانی فیصلے مؤرخہ 24 جولائی 2024ء کی کوئی قانونی حیثیت نہیں رہتی اور اسے واپس لیا جاتا ہے۔

2۔ درخواست میں درج ذیل علمائے کرام کو سننے کی بھی استدعا کی گئی تھی۔ تو ان علمائے کرام کو نوٹس دیا گیا:

- مفتی محمد تقی عثمانی، جامعہ دار العلوم کراچی
- مفتی منیب الرحمان، دار العلوم نعیمیہ کراچی
- مولانا زاہد الراشدی، گوجرانوالہ
- مفتی شیر محمد خان، بھیرہ
- مولانا فضل الرحمان، صدر جمعیت علمائے اسلام
- حافظ نعیم الرحمان، امیر جماعت اسلامی
- پروفیسر ساجد میر، امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان
- مولانا انوار الحق، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
- مولانا طیب قریشی، چیف خطیب خیبر پختونخوا، امام مسجد مہابت خان پشاور
- سید جواد علی نقوی، جامعۃ العروۃ الوثقیٰ لاہور
- مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمان، جماعت اسلامی
- صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، ملی یکجہتی کونسل
- مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

3۔ مفتی محمد تقی عثمانی نے ترکیہ سے، جبکہ محترم سید جواد علی نقوی نے لاہور سے وڈیو لنک پر دلائل دیے۔ درج ذیل علمائے کرام نے عدالت کے سامنے بنفسِ نفیس دلائل پیش کیے:

- مولانا فضل الرحمان، صدر جمعیت علمائے اسلام
- مفتی شیر محمد خان، رئیس دار الافتاء، دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ
- مولانا محمد طیب قریشی، چیف خطیب خیبر پختونخوا
- صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، صدر ملی یکجہتی کونسل
- مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمان، جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان۔

مفتی منیب الرحمان، حافظ نعیم الرحمان، پروفیسر ساجد میر اور مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ بوجوہ شریک نہیں ہو سکے، لیکن ان کی نمائندگی بالترتیب مفتی سید حبیب الحق شاہ، جناب ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جناب حافظ احسان احمد، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، اور مفتی عبد الرشید نے کی۔

4۔ دورانِ سماعت علمائے کرام نے فرمایا کہ دینی پہلوؤں پر بالخصوص پیراگرافوں 7، 42 اور 49(ج) سے وہ مطمئن نہیں ہیں اور انھیں حذف کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض اہلِ علم نے چند دیگر پیراگرافوں پر بھی اعتراض کیے، مگر سب کی رائے یہ تھی کہ صرف ان پیراگرافوں کو حذف کرنے سے شاید مزید ابہام پیدا ہو۔ انھوں نے اس موضوع پر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پیشِ نظر رکھنے پر بھی زور دیا (جن کو پہلے سنا جا چکا ہے)۔ فاضل حافظ احسان احمد، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، جو پروفیسر ساجد میر کی نمائندگی کر رہے تھے، نے یہ رائے پیش کی کہ اس فیصلے کو دوبارہ تحریر کیا جائے اور ان کی اس رائے سے تمام علمائے کرام نے اتفاق کیا۔ ان کی اس متفقہ رائے کو مد نظر رکھتے ہوئے اب یہ فیصلہ جاری کیا جا رہا ہے۔

5۔ عدالت کے سامنے دینی مسئلہ 'تفسیرِ صغیر'، جو مرزا بشیر الدین محمود کی تصنیف ہے، کے متعلق ہے۔ فاضل اہلِ علم کو سننے اور ان کے دلائل سمجھنے کے بعد عدالت نے 22 اگست 2024ء کو درج ذیل مختصر حکم نامہ جاری کیا:

'تفصیلی دلائل سننے کے بعد وفاق کی درخواست منظور کرتے ہوئے عدالت اپنے حکم نامے مؤرخہ 6 فروری 2024ء اور فیصلے مؤرخہ 24 جولائی 2024ء میں تصحیح کرتے ہوئے معترضہ پیراگرافوں کو حذف کرتی ہے اور ان حذف شدہ پیراگرافوں کو نظیر کے طور پر پیش / استعمال نہیں کیا جاسکے گا۔ ٹرائل کورٹ ان پیراگرافوں سے متاثر ہوئے بغیر مذکورہ مقدمے کا فیصلہ قانون کے مطابق کرے۔ اس مختصر حکم نامے کی تفصیلی وجوہات بعد میں جاری کی جائیں گی۔'

مذکورہ تفصیلی وجوہات درج ذیل ہیں۔

6۔ جب یہ مقدمہ پہلے سنا گیا تھا، تو ہمیں 'تفسیر صغیر' یا اس کے مصنف کے بارے میں علم نہیں تھا۔ اسی لیے فیصلے میں نمایاں غلطی ہوئی۔ اب ہم نے دونوں کے متعلق کچھ بنیادی معلومات حاصل کی ہیں۔ 'تفسیر صغیر' کے مصنف کے چار پہلو ہیں۔ پہلا، مصنف ہونے کا، دوسرا، مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند ہونے کا، تیسرا، اپنے والد کے عقائد اور تصورات کے پیروکار ہونے کا، اور چوتھا، اپنے آپ کو 'خلیفۃ المسیح الثانی'، یعنی اپنے 'مسیح کا دوسرا خلیفہ' کہلوانے کا۔ یہاں مرزا بشیر الدین محمود نے 'مسیح' اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کو کہا ہے اور احمدی / قادیانی حکیم نور الدین بھیروی کو پہلا 'خلیفہ' اور مرزا بشیر الدین محمود کو دوسرا 'خلیفہ' کہتے ہیں۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف کا بھی جائزہ لیا جائے۔

7۔ مرزا غلام احمد کی پیدائش ضلع گورداسپور کے قصبے قادیان میں ہوئی اور اسی لیے اپنے نام کے ساتھ قادیانی لکھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت کچھ لکھا ہے اور ان کے 84 رسالوں کا مجموعہ 'روحانی خزائن' کے عنوان سے 'نظارتِ اشاعت ربوہ' نے 'ضیاء الاسلام پریس ربوہ' سے شائع کیا ہے جو کہ 23 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس فیصلے میں دیے گئے حوالے اسی مجموعے سے ہیں۔

8۔ 'روحانی خزائن' کا جائزہ لینے پر ہمیں کافی تعجب ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیائے کرام، بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام (Jesus Christ) اور ان کی والدہ محترمہ بی بی مریم علیہا السلام (Mary) کے متعلق بھی کئی مقامات پر بہت ہی غیر مناسب باتیں لکھی ہیں۔ ہم ان کلمات کو اپنے فیصلے میں نقل کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ اس طرح ان کی بلاوجہ تشہیر ہوگی جو کہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ مسیحی برادری کے لیے بھی دل آزاری کی باعث ہوگی۔[1]

9۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات اور 'تفسیر صغیر' میں کئی مقامات پر حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہنے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے 'نبی'، 'مسیح موعود'، 'مہدی موعود' اور اس طرح کے دوسرے القابات اختیار کیے گئے ہیں۔[2]

10۔ اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے کہ مسلمان وہی ہو سکتا ہے جو قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری نازل کی ہوئی کتاب اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور نبی مانتا ہو اور آپ ﷺ کے بعد سلسلۂ وحی کے انقطاع پر ایمان رکھتا ہو:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ (سورۃ الاحزاب (33) آیت 40)

---

[1] روحانی خزائن، ج 11، ص 38؛ ج 11، ص 289، 291؛ ج 23، ص 18؛ ایضاً، ص 71؛ ج 23، ص 435؛ ج 22، ص 159؛ ج 22، ص 406؛ ج 22، ص 521؛ ج 23، ص 164، ص 181، 191۔

[2] مرزا غلام احمد قادیانی نے رسالے 'حقیقۃ الوحی' میں پوری صراحت کے ساتھ اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے: روحانی خزائن ج 22، ص 154، 185-186، 503۔ 'تفسیر صغیر' میں ایسے دعووں کے لیے دیکھیے: (تفسیر صغیر (اسلام آباد: اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ، 1990ء)، ص 791؛ ص 119-120؛ ص 651 اور ص 726۔

ترجمہ: محمد ﷺ تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِىَ إِلَىَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَىْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا۟ أَنفُسَكُمُ ۖ ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ

(سورۃ الانعام (6)، آیت 93)

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو، اور اسی طرح وہ جو یہ کہے کہ میں بھی ویسا ہی کلام نازل کردوں گا جیسا اللہ نے نازل کیا ہے؟ اور اگر تم وہ وقت دیکھو (تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے) جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے، اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہہ رہے ہوں گے کہ) اپنی جانیں نکالو، آج تمھیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس لیے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے ذمے لگاتے تھے، اور اس لیے کہ تم اس کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویہ اختیار کرتے تھے۔

11۔ یہی بات رسول اللہ ﷺ نے بھی متعدد دفعہ فرمائی ہے:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ۔[3]

ترجمہ: رسالت اور نبوت ختم ہو چکیں، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی نبی۔

أَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَه نَبِيٌّ۔[4]

ترجمہ: میں سب کے بعد آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

إِنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي۔[5]

ترجمہ: بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ؛ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ۔[6]

ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے اور ایک نبی کی وفات کے بعد دوسرے نبی ان کی جگہ لے لیتے، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ حکمران ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

ختمِ نبوت کی اس حقیقت کو حضرت محمد ﷺ نے کس خوبصورت اور بلیغ مثال کے ذریعے واضح کیا ہے:

إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔[7]

---

[3] أبو عيسىٰ محمد بن عيسىٰ الترمذي، سنن الترمذي، كتاب الرويا، باب ذهبت النبوة، حديث نمبر 2272۔

[4] مسلم بن الحجاج القشيري، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب في أسمائه، حديث نمبر 2354۔

[5] أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، حديث نمبر 3455۔

[6] ايضاً، كتاب أحاديث الأنبياء، حديث نمبر 3455۔

[7] ايضاً، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين، حديث نمبر 3535۔

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

12۔ امت کا اس پر اجماع کلی قطعی ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی "آخر النبیین" ہے اور یہ کلماتِ قرآنی قطعی الثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہیں، غیر مؤوّل ہیں، لہٰذا لفظ "خاتم" پر لفظی ابحاث قطعی غیر متعلقہ، بے محل اور ناقابلِ توجہ ہیں۔ امام غزالیؒ نے امت مسلمہ کے اس اجماعی عقیدے کی تصریح کرتے ہوئے کہ حضرت محمد ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا، فرمایا:

أَنَّ الأُمَّةَ فَهِمَتْ بِالْإِجْمَاعِ مِنْ هَذَا اللَّفْظِ، وَمِنْ قَرَائِنِ أَحْوَالِه، أَنَّه أَفهَمَ عَدَمَ نَبِيٍّ بَعْدَه أَبَداً، وَعَدَمَ رَسُولِ اللهِ أَبَداً، وَأَنَّه لَيْسَ فِيْهِ تَأْوِيل، وَلَا تَخْصِيص؛ فَمُنْكِرُ هَذَا لَا يَكُونُ إِلَّا مُنْكِرَ الْإِجْمَاعِ۔[8]

ترجمہ: اس لفظ (خاتم النبیین) سے اور اس کے حالات کے قرائن سے امت نے اجماعی طور پر یہ سمجھا ہے کہ آپ نے اپنے بعد کسی نبی کے اور کسی رسول کے کبھی نہ آنے کی بات سمجھائی ہے، اور یہ کہ اس کی اور کوئی تاویل نہیں ہے، نہ ہی اس کی تخصیص کی گئی ہے؛ اس لیے اس کا انکار کرنے والا امت کے اجماع کا منکر ہے۔

13۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ('آئین') نے بھی اس بنیادی اصول کو تسلیم کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ 'مسلمان' وہ ہیں جو ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں۔ آئین کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے اقرار سے ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے پاکستان کے عوام اختیار کو ایک مقدس امانت کے طور پر عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال کریں گے۔ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و سنت میں مذکور اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔[9]

14۔ آئین نے ملک کا نام 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' رکھا ہے[10] اور تصریح کی ہے کہ 'پاکستان کا ریاستی مذہب اسلام ہے۔'[11] آئین نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ پاکستان میں رائج تمام قوانین کو قرآن و سنت میں مذکور اسلامی احکام سے ہم آہنگ بنایا جائے گا اور یہ کہ کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو ان احکام سے متصادم ہو۔[12] متعدد قوانین میں یہ تصریح بھی کی گئی ہے کہ ان قوانین کی تعبیر و تشریح قرآن و سنت میں مذکور اسلامی احکام کے مطابق ہوگی،[13] اور قانونِ نفاذِ شریعت 1991ء میں تمام قوانین کے لیے یہ عمومی اصول طے کیا گیا ہے۔[14] چنانچہ ماضیِ قریب میں سپریم کورٹ

---

8 أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، الاقتصاد في الاعتقاد، تحقيق عبد الله محمد الخليلي (بيروت: دار الكتب العلمية، 2004ء)، ص 137۔

9 یہ اصول آئین کے دیباچے میں مذکور ہیں جو دراصل اس قرارداد پر مشتمل ہے جو 12 مارچ 1949ء کو پہلی آئین ساز اسمبلی نے منظور کی تھی اور 'قراردادِ مقاصد' کے عنوان سے مشہور ہے۔ اس قرارداد کے ذریعے پاکستان کے آئین کے بنیادی خد و خال طے کیے گئے۔ 2015ء میں فوجی عدالتیں قائم کرنے کے لیے آئین میں کی گئی ترمیم کو جب سپریم کورٹ کے سامنے چیلنج کیا گیا، تو بعض ججوں (جسٹس جواد ایس خواجہ اور جسٹس قاضی فائز عیسیٰ) نے الگ الگ فیصلوں میں قرار دیا کہ آئین میں کی گئی ترمیم کو بھی قراردادِ مقاصد میں مذکور اصولوں پر پرکھا جاسکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن راولپنڈی بنام وفاق پاکستان، PLD 2015 Supreme Court 401۔ قراردادِ مقاصد کو ابتدا میں آئین پاکستان میں دیباچے کے طور پر شامل کیا گیا تھا، لیکن بعد میں اسے آئین کا مؤثر بہ عمل حصہ بنا دیا گیا تھا (اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین، دفعہ 2 الف)۔

10 آئین، دفعہ 1۔

11 ایضاً، دفعہ 2۔

12 ایضاً، دفعہ 227۔

13 مثال کے طور پر دیکھیے: مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان، دفعہ 338-F؛ پنجاب قانونِ شفعہ 1991ء، دفعہ 3؛ خیبر پختونخوا نجی قرضوں پر سود کی ممانعت کا قانون 2016ء، دفعہ 17۔

(عمل اور طریقِ کار) ایکٹ 2023ء[15] کی آئین کے ساتھ مطابقت کے متعلق فل کورٹ نے فیصلہ کیا،[16] تو اس میں اس اصول کی تصریح کی گئی کہ جہاں کسی قانون کی دو تعبیرات ممکن ہوں، تو عدالت اس تعبیر کو اختیار کرے گی جو قرآن و سنت میں مذکور اسلامی احکام اور آئین میں مذکور پالیسی کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔

15- آئین اور قانون کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ کسی اور مذہب کی توہین کرے یا اس کی مقدس شخصیات کے متعلق غلط بیانی کرے۔ 'تفسیر صغیر' میں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں بھی مسیحیت اور اسلام دونوں ہی کے متعلق اس اصول کی خلاف ورزی کی ہے۔ نیز اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے قادیانیوں کو اس امر کا پابند کرچکے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دینی شعائر کو استعمال نہیں کرسکتے۔

16۔ آئین کی دفعہ 20 میں مذہبی آزادی کے حق کو 'قانون، اخلاق اور امن عامہ کے تابع' کیا گیا ہے اور مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-اے نے مذہبی جذبات مجروح کرنے اور مقدسات کی توہین کو قابلِ سزا جرم قرار دیا ہے۔ چنانچہ آزادیِ رائے کے نام پر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی اور کی تضحیک کرے یا اس کے مذہبی جذبات کو مجروح کرے۔ حقوقِ انسانی کا بین الاقوامی قانون بھی اس کی ممانعت کرتا ہے اور اقوام متحدہ کے سیاسی و شہری حقوق کے بین الاقوامی میثاق 1966ء میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔[17] اسی طرح کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی ایسے مذہب کا پیروکار ظاہر کرے جس کے بنیادی عقیدے سے ہی وہ انکاری ہو۔ لہٰذا قادیانیوں کا اپنے آپ کو "مسلمان" یا "احمدی مسلمان" کہلانا درست نہیں ہے۔

17۔ آئین نے بھی مسلمان کی تعریف متعین کردی ہے۔ جب یہ مسئلہ کھڑا ہوا تو پارلیمان میں تفصیلی مباحثہ ہوا اور 'قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ جو خود کو احمدی کہتے ہیں'، کا موقف سننے اور سمجھنے کے لیے قومی اسمبلی کے 'پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی' (**خصوصی کمیٹی**) تشکیل دی گئی کیونکہ ایوان میں صرف ایوان کے ارکان ہی بات کرسکتے تھے، لیکن کمیٹی کسی بھی فرد کو سن سکتی تھی۔[18] مقننہ کی اس خصوصی کمیٹی کی کارروائی 5 اگست 1974ء کو شروع ہوئی اور 7 ستمبر 1974ء کو پوری ہوئی۔[19] کارروائی اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے چلائی۔ خصوصی کمیٹی میں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کا موقف سامنے آیا اور نتیجتاً اس پر اتفاق ہوا کہ وہ 'غیر مسلم' ہیں۔

18۔ اس کے بعد خصوصی کمیٹی نے درج ذیل سفارشات متفقہ طور پر منظور کرکے قومی اسمبلی کو بھیج دیے:

'[A] That the Constitution of Pakistan be amended as follows:

(i) That in Article 106(3) a reference be inserted to persons of the Qadiani Group and the Lahori Group (who call themselves 'Ahmadis');

---

[14] قانونِ نفاذِ شریعت 1991ء، دفعہ 4۔

[15] Supreme Court (Practice and Procedure) Act, 2023.

[16] راجا عامر خان بنام وفاقِ پاکستان، PLJ 2024 Supreme Court 114۔

> "When two interpretations are possible, the one that conforms with the Injunctions of Islam shall be adopted."
>
> ترجمہ: جب دو تعبیرات ممکن ہوں، تو اس تعبیر کا اختیار کرنا لازم ہے جو اسلامی احکام کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

[17] International Covenant on Civil and Political Rights, 1966, Articles 18(3) and 20(2).

[18] قومی اسمبلی نے یہ خصوصی کمیٹی 30 جون 1974ء کو بنائی۔ دیکھیے:

The National Assembly of Pakistan Debates: Final Report, Third Session of 1974, Sunday, the 30th June 1974, pp. 1302-1309.

[19] کارروائی درج ذیل (کل 21) دنوں میں کی گئی: 5 اگست سے 10 اگست تک؛ پھر 20 اگست سے 24 اگست تک؛ پھر 27 اگست سے 31 اگست تک؛ پھر 2 ستمبر سے 3 ستمبر تک؛ اور پھر 5 ستمبر سے 7 ستمبر تک۔ 7 ستمبر 1974ء کو خصوصی کمیٹی کی سفارشات قومی اسمبلی میں پیش کی گئیں اور پھر اس کی روشنی میں قومی اسمبلی نے دوسری آئینی ترمیم کا بل متفقہ طور پر منظور کیا:

The National Assembly of Pakistan Debates: Final Report, Third Session of 1974, Saturday, the 7th September 1974, pp. 559-574.

(ii) That a non-Muslim may be defined in a new clause in Article 260.

To give effect to the above recommendations, a draft Bill unanimously agreed upon by the Special Committee is appended.

(B) That the following explanation be added to section 295-A of the Pakistan Penal Code:

"*Explanation*: A Muslim who professes, practices or propagates against the concept of the finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) as set out in clause (3) of Article 260 of the Constitution shall be punishable under this section."

(C) That the consequential legislative and procedural amendments may be made in the relevant laws, such as the National Registration Act, 1973, and the Electoral Rolls Rules, 1974.

(D) That the life, liberty, honour and fundamental rights of all citizens of Pakistan, irrespective of the Communities to which they belong, shall be fully protected and safeguarded.'[20]

ترجمہ:(ا) کہ پاکستان کے آئین میں درج ذیل طور پر ترمیم کی جائے:

(i) کہ دفعہ 106(3) میں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ (جو خود کو 'احمدی' کہتے ہیں) کی طرف حوالہ شامل کیا جائے؛

(ii) کہ دفعہ 260 کی ایک نئی شق میں غیر مسلم کی تعریف دی جائے۔

ان سفارشات کو عملی صورت دینے کے لیے خصوصی کمیٹی کا متفقہ طور پر منظور کیا گیا مسودہ ضمیمہ میں شامل کیا گیا ہے۔

(ب) کہ مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-A میں درج ذیل توضیح کا اضافہ کیا جائے:

"توضیح: اگر آئین کی دفعہ 260 کی شق (3) میں طے کیے گئے حضرت محمد ﷺ کی ختمِ نبوت کے تصور کے خلاف کوئی مسلمان عقیدر رکھے، اس پر عمل کرے یا اس کی تبلیغ کرے، تو اسے اس دفعہ کے تحت سزا دی جاسکے گی۔"

(ج) کہ نتیجتاً متعلقہ قوانین، جیسے نیشنل رجسٹریشن ایکٹ، 1973، اور الیکٹورل رول رولز، 1974، میں قانونی اور ضابطے کی ترامیم کی جائیں گی۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں، خواہ ان کا تعلق کسی بھی برادری سے ہو، کی زندگی، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کی مکمل حفاظت کی جائے گی اور تحفظ فراہم کیا جائے گا۔[21]

19۔ آئین کی دفعہ 260 میں ذیلی دفعہ (3) میں قرار دیا گیا ہے:

'In the Constitution and all enactments and other legal instruments, unless there is anything repugnant in the subject or context:

(a) "Muslim" means a person who believes in the unity and oneness of Almighty Allah, in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him), the last of the prophets, and does not believe in, or recognize as a prophet or religious

---

[20] دیکھیے:

Proceedings of the Special Committee of the Whole House to Consider the Qadiani Issue, Saturday, the 7th September, 1974, pp. 3080-3081.

[21] ایضاً، ص 3081۔ ان سفارشات پر ایوان کے درج ذیل ارکان نے دستخط کیے تھے: جناب عبد الحفیظ پیرزادہ، مولوی مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، پروفیسر غفور احمد، جناب غلام فاروق، چودھری ظہور الٰہی، سردار مولا بخش سومرو۔

reformer, any person who claimed or claims to be a prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him); and

(b) "non-Muslim" means a person who is not a Muslim and includes a person belonging to the Christian, Hindu, Sikh, Buddhist or Parsi community, a person of the Quadiani Group or the Lahori Group who call themselves 'Ahmadis' or by any other name or a Bahai, and a person belonging to any of the Scheduled Castes.'[22]

ترجمہ: آئین میں اور تمام قوانین اور قانونی دستاویزات میں، جب تک موضوع یا سیاق میں اس کے برعکس مفہوم نہ ہو:

(ا) "مسلمان" سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ کی وحدانیت اور توحید پر ایمان رکھے، حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھے اور حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی شخص پر، جس نے خود کو نبی کہا تھا یا کہتا ہے، ایمان نہ رکھے نہ ہی اسے نبی یا مذہبی مُصلِح کے طور پر تسلیم کرے؛

(ب) "غیر مسلم" سے مراد وہ شخص ہے جو مسلمان نہیں ہے اور اس کے مفہوم میں وہ شخص شامل ہے جو مسیحی، ہندو، سکھ، بدھسٹ یا پارسی برادری سے تعلق رکھتا ہو، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو 'احمدی' کہتے ہیں) کا فرد، یا کوئی بہائی، اور جدولی ذاتوں سے تعلق رکھنے والا شخص۔

20۔ علمائے کرام نے دو عدالتی نظائر کا بھی درست حوالہ دیا۔ وفاقی شرعی عدالت نے مقدمہ بعنوان 'مجیب الرحمان بنام حکومت پاکستان'[23] میں تفصیلی بحث کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان کی دفعات 298-B اور 298-C قرآن و سنت میں مذکور اسلامی احکام سے متصادم نہیں ہیں؛ اور سپریم کورٹ نے مقدمہ بعنوان 'ظہیر الدین بنام ریاست'[24] کے فیصلے میں قرار دیا کہ مذکورہ دفعات اور شقوں میں کوئی بھی آئین میں مذکور بنیادی حقوق سے متصادم نہیں ہے۔ سپریم کورٹ نے یہ بھی واضح کیا کہ مذکورہ دفعات میں احمدیوں / قادیانیوں کو جن اصطلاحات اور تراکیب کے استعمال سے روکا گیا ہے، ان کا دینِ اسلام میں مخصوص مفہوم ہے اور جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ اپنے مذہبی امور میں ان کے استعمال سے مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال سکتے ہیں جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔[25]

21۔ آئین اور قانون نے مختلف حقوق کے درمیان توازن قائم کر رکھا ہے۔ آئین میں جن بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے، ان میں کئی حقوق کے ساتھ مختلف الفاظ میں یہ قید لگائی گئی ہے۔ مثلاً کئی حقوق کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ 'عوامی مفاد میں'،[26] یا 'امن عامہ کی خاطر'،[27] یا 'پاکستان کی حاکمیت یا سالمیت، امن عامہ یا اخلاق کی خاطر'،[28] یا اس نوعیت کے دیگر اقدار کی بنیاد پر 'قانون کے ذریعے معقول قیود' عائد کی جاسکتی ہیں۔ ان متعدد حقوق کی طرح مذہبی آزادی کا حق بھی 'قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع' ہے۔[29]

---

[22] Article 6 of the Constitution (Third Amendment) Order 1985 (President's Order No. 24 of 1985), 19th March 1985, Gazette of Pakistan, Extraordinary, Part I, 19th March 1985.
[23] PLD 1985 Federal Shariat Court 8.
[24] 1993 SCMR 1718.

[25] ایضاً، ص 1751۔
[26] آئین، دفعہ 15۔
[27] ایضاً، دفعہ 16۔
[28] ایضاً، دفعہ 17۔
[29] ایضاً، دفعہ 20۔

22۔ خصوصی کمیٹی کے مباحث میں بعض ارکان نے اور دورانِ سماعت بعض علمائے کرام نے بھی اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں پر رسول اللہ ﷺ کے بہترین اخلاق کی پیروی لازم ہے اور یہ کہ ان کے بہترین اخلاق سے بھی عیاں ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت قرار دیا ہے اور آپ کے بہترین اخلاق کی گواہی دی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ [30]

ترجمہ: اور یقیناً آپ بہت عمدہ اخلاق پر ہیں۔

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ [31]

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، بلکہ آپ کی اتباع کا بھی حکم دیا ہے اور آپ کے اعلیٰ کردار کو مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے:

وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [32]

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [33]

ترجمہ: کہہ دیجیے، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْءَاخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا [34]

ترجمہ: یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی، اور قیامت کے دن کی، توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔

23۔ عدالتِ ہٰذا وفاق اور حکومتِ پنجاب کی جانب سے دائر کی گئی تصحیح کی درخواست، جس کی تائید علمائے کرام نے بھی کی، منظور کرتے ہوئے قرار دیتی ہے کہ:

(الف) حضرت محمد ﷺ کی ختمِ نبوت پر ایمان اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ آپ ﷺ کو "خاتم النبیین" بمعنی "آخر النبیین" مانا جائے؛

(ب) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ 260(3) میں بھی ختمِ نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان کو 'مسلمان' کی تعریف کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں کوئی اور تاویل یا توجیہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ جس طرح دنیا کے ہر ملک و ریاست کے ہر پابندِ آئین و قانون شہری پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس ملک کے آئین و قانون کو لفظاً و معنیً تسلیم کرے اور آئین "اُم القوانین" ہوتا ہے، اس لیے قادیانیوں پر بھی لازم ہے کہ وہ آئین میں طے شدہ اپنی آئینی حیثیت کو تسلیم کریں، تو اس کے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے ان کے حقوق کا تعین بھی ہو سکے گا اور تحفظ بھی ہو سکے گا؛

---

[30] سورۃ القلم (68)، آیت 4۔

[31] سورۃ الانبیاء (21)، آیت 107۔

[32] سورۃ آل عمران (3)، آیت 132۔

[33] سورۃ آل عمران (3)، آیت 31۔

[34] سورۃ الاحزاب (33)، آیت 21۔

(ج) خود کو احمدی / قادیانی کہنے والوں کے مذہبی حقوق کے مسئلے پر 'مجیب الرحمان بنام حکومت پاکستان' کے مقدمے میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے اور 'ظہیر الدین بنام ریاست' کے مقدمے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کو لازمی نظیروں کی حیثیت حاصل ہے اور 'امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس' اسلامی جمہوریۂ پاکستان کا ایک مسلمہ اور نافذ العمل قانون ہے؛

(د) غلطیوں کی تصحیح کے بعد موجودہ فیصلے نے حکم نامہ مؤرخہ 6 فروری 2024ء اور حکم نامہ مؤرخہ 24 جولائی 2024ء کی جگہ لے لی ہے اور اب یہ اس مقدمے کا حتمی اور قطعی فیصلہ ہے؛ البتہ حکم نامہ مؤرخہ 6 فروری 2024ء صرف ضمانت کی حد تک مؤثر رہے گا اور ملزم کے خلاف جن دفعات کے تحت مقدمہ دائر کیا گیا تھا، ٹرائل کورٹ ہمارے 6 فروری 2024ء یا 24 جولائی 2024ء کے فیصلوں سے (جو اب کالعدم ہیں) کسی طرح متاثر ہوئے بغیر مقدمے کی کارروائی جاری رکھے اور تمام حالاتِ مقدمہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرے کہ ملزم پر ان دفعات کے تحت جرم بنتا ہے یا نہیں؟

31۔ عدالت ان تمام دینی اداروں اور افراد اور خصوصاً ان علمائے کرام کا شکریہ ادا کرتی ہے جنھوں نے اس اہم مسئلے پر عدالت کی رہنمائی کے لیے اپنی تحریرات بھیجیں یا عدالت میں دلائل پیش کیے۔

چیف جسٹس

جج

جج

اسلام آباد
10 اکتوبر 2024ء

اشاعت کے لیے منظور شد